ثمرین کنول
ریسرچ سکالر، پی ایچ ڈی، شعبہ اُردو، لاہور گیریژن یونیورسٹی، لاہور
ڈاکٹر عطاء الرحمن
ایسوسی ایٹ پروفیسر شعبہ اُردو، لاہور گیریژن یونیورسٹی، لاہور

فرتاش سید: نیلی بار کا نمائندہ غزل گو شاعر

Samreen Kanwala
Research Scholar PhD, Department of Urdu, Lahore Garison University, Lahore.
Dt. Atta ur Rehman
Associate Professor, Department of Urdu, Lahore Garison University, Lahore.

Fartash Syed: Representative of Neeli Baar Ghazal lyricist Poet

Poetry is an expression of a passionate desire to play flute with broken lips. Fartash is a good communicator that`s why his poetry through the mutual consultation of the heart and mind, which why his poetry knocks on reade`s heart and mind. Dr.Fartash's poetry is meaningful and precise; his expressions are clear and accurate. It is important to maintain a balance between form and substance; His couplets show a classical predilection for the typical themes of Urdu ghazal. These themes apparently appear familiar and simple, call for special poetic skills in terms of language. They require precision, brevity, careful phrasing and clarity of thoughts and expression. Fartash, in the case of appli .cation of themes, language, terminologies and expressions relates himself to Meer Taqi Meer, Mirza Ghalib, Meer Anees and Joun Ellia. Owing to his poetic contents, he is a representative poet of Neeli Baar.

Key Words: *Neeli Baar, Urdu ghazal, broken lips, expressions, classical predilection, poetic contents.*

نیلی بار میں اُردو غزل کی روایت بہت مستحکم ہے۔ مجید امجد، ظفر اقبال، جعفر شیرازی، مسعود اوکاڑی، احمد ساقی ساجد شریف، یونس متین اور فرتاش سیّد وغیرہ نے اُردو غزل کو اپنے خونِ جگر سے ترفع بخشا۔ اِس

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

فہرست میں شامل سبھی غزل گو شاعر اپنی الگ الگ پہچان رکھتے ہیں۔اِن میں فر تاش سیّد کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ اُنھوں نے کم عمری میں عالمی سطح پر مشاہیر ادب کو اپنی غزل گوئی سے مسحور کیا۔ یہاں تک کہ منفرد شاعر جونؔ ایلیا اُنھیں اپنا شاگردِ عزیز کہتے ہوئے خوشی کا اظہار کرتے تھے۔ فر تاشؔ سید میر تقی میرؔ، مرزا غالبؔ، میر انیسؔ اور جونؔ ایلیا کی شعری کائنات سے مستفید ایک ایسے شاعر ہیں جو اپنی منفرد غزل گوئی سے قارئین کو اپنی گرفت میں لینے کی بھرپور صلاحیت رکھتے ہیں۔

شعر، دو مصرعوں کا ایسا مجموعہ ہے جو فکر و فن کے توازن سے وجود پذیر ہوتا ہے۔ ہر بڑے شاعر کی شاعری اُس کے فکری و فنی ارتقا کی مظہر ہوتی ہے۔ فر تاش کی شاعری فکر حوالوں سے زندگی اور فطرت کا مکمل احاطہ کرتی ہے۔ ان کی غزل گوئی میں زندگی کے تمام پہلو خوشی، غمی، محبت، دشمنی، دوستی، انا پرستی، الجھنیں، کشمکش، اداسی، امید اور ہجر و وصال کی تمام تر کیفیات واضح دکھائی دیتی ہیں۔ اِس لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ فر تاش کی غزل گوئی فکری لحاظ سے اپنے عروج پر ہے اور غزل کی روایت کی تمام تر کروٹوں سے آشنا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام تر فکری جہات جو کلاسیکی، رومانوی، ترقی پسند اور جدید غزل گو شعرا کا طرۂ امتیاز ہیں وہ فر تاش کی غزل میں یکجا دکھائی دیتی ہیں۔ فر تاشؔ کی تخلیقی جہات کو سمجھنے کے لیے ڈاکٹر قاضی عابد اور ڈاکٹر ساحر شفیق کی آرا بہت اہم ہیں:

> "فر تاش سید تک آتے آتے غزل کے اندر بھی ایک ایسا رویّہ تشکیل پاچکا تھا جس نے کلاسیکیت، رومانویت، ترقی پسندی اور جدیدیت کے بامعنی اجزا کو مرکب کر کے ایک نیا آہنگ تلاش کیا تھا۔ فر تاشؔ سید ایسی روایت کے سربرآوردہ تخلیق کاروں میں شمار کیے جاسکتے ہیں۔ "(۱)

> "فر تاش سیّد بڑی محنت، لگن، جستجو اور انکساری سے شعر کہتا ہے۔ وہ کسی قسم کی جلد بازی کا شکار نہیں ہوتا بلکہ شعر کہہ چکنے کے بعد بھی بار بار کانٹ چھانٹ کرتا رہتا ہے۔ موزوں سے موزوں لفظ اور بہتر سے بہتر ترکیب میں سرگرداں رہتا ہے۔ جب تک وہ اپنے شعر میں فنی کاملیت اور فکری جدت کو پا نہیں لیتا اس سے مطمئن نہیں ہوتا۔ وہ شاعری کے معاملے میں بہت حسّاس، Commitment کا پکّا اور ایک بے چین آدمی ہے۔ اُسے دیکھ کر لگتا ہے کہ شعر کی تخلیق میں واقعی خونِ جگر شامل ہوتا ہے۔"(۲)

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

ہر بڑے شاعر کی طرح فرتاشؔ سیّد بھی مروجہ موضوعات کو نئے زاویوں سے دیکھتا ہے اور اُنھیں فنی چابکدستی سے اعتبار بخشتا ہے۔ اُن کے ہاں بہت سے ایسے موضوعات ملتے ہیں جو اُن کے منفرد زاویہ ء نظر کا پتا دیتے ہیں۔ بعض اوقات وہ اپنے منفرد اندازِ بیان سے قدرے کھردرے الفاظ کو بھی اِس سلیقے سے استعمال کرتے ہیں کہ مشکل سے مشکل بات بھی سہل اور آسان ہو جاتی ہے۔ اُن کے ہاں معنی آفرینی اور خیال بندی ہے۔ وہ نئے نئے موضوعات کو بڑے سلیقے سے باندھتے ہیں:

ؔ گلی کا پتھر تھا مجھ میں آیا بگاڑ ایسا
میں ٹھوکریں کھا کے ہو گیا ہوں پہاڑ ایسا (ح۔۴۵)☆☆☆

ؔ وہ ہو گا سجدہ مرا، حالتِ قیام میں بھی
جو خاکِ پاتری اُڑ کر جبین تک پہنچے (ح۔ا۔ح۔۷۷)☆☆☆☆

ؔ ہے روز بار گہِ دل میں آگ پر ماتم
یہ غم منانا، عزادار تیرے بس میں نہیں (ح۔۳۵)

ؔ ترے خلاف کیا جب بھی احتجاج، اے دوست!
مرا وجود بھی شامل نہیں ہوا مرے ساتھ (ح۔۳۱)

نیلی بار کا خطہ زرخیزی کے لحاظ سے نمایاں حیثیت رکھتی ہے۔ یہاں ہر قسم کی فصل کاشت کی جاتی ہے۔ کاشتکار صدیوں سے اس مٹی کا سینہ چیر کر بیج بوتے آرہے ہیں۔ فرتاش سید نے غزل کی زمین کو ان موضوعات سے زرخیز کر دیا ہے۔ ان کے ہاں بیج بونے اور فصل کاٹنے کا عمل بھی اشعاروں کے طور پر دکھائی دیتا ہے۔ فرتاش کے ہاں یہ تمام موضوعات لاشعوری طور پر بھی مشاہداتی بنیادوں پر استوار نظر آتے ہیں۔ جو ان کی شاعری اور ان کے وسیب کو نمایاں مقام عطا کرتے ہیں:

ؔ جستجو میں اس کی اپنے آپ کو کھونا بھی ہے
کچھ نہ کچھ تو کاٹنے سے پیشتر بونا بھی ہے (ح۔۶۳)

ؔ ہو چکی ہیں جو پامالِ اہلِ سخن
اُن زمینوں میں ہم بیج بوتے نہیں (ح۔۸۰)

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

چونکہ نیلی بار دریائے ستلج اور دریائے راوی کے درمیان کے علاقے پر مشتمل ہے اِس لیے فرتاش کی غزل میں دریا کے حوالے سے بھی بہت سے اشعار ایسے ہیں کہ جہاں دریا کو بطور استعارہ، تشبیہ یا کنایہ کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ دریا سے جڑے بہت سے مضامین کو فنی مہارت کے ساتھ ادا کیا گیا ہے۔ ان مضامین کی جڑت بھی کہیں نہ کہیں لاشعوری طور پر نیلی بار کے علاقوں سے دکھائی دیتی ہے۔ گرچہ یہ مضامین شعری لحاظ سے کلام میں فصاحت وبلاغت پیدا کرنے کے لیے لائے گئے ہیں مگر پھر بھی وسیب کی کسی نہ کسی طرح سے ترجمانی ضرور کرتے ہیں۔

غیر ممکن ہی سہی تجھ کو بھلانا لیکن
یہ جو دریا ہے اسے پار بھی کر سکتا ہوں (ح۔۷۱)

دریائی علاقوں کے لوگوں بطور خاص ملاحوں کا منجدھار سے صدیوں سے واسطہ پڑتا آرہا ہے۔ یہ لوگ منجدھار کے خوف وخطر اور اس کی قوت سے آگاہ ہیں۔ منجدھار کا لفظ صدیوں سے ان معاشروں میں روزمرہ کی بول چال میں استعمال ہوتا آرہا ہے۔ اس موضوع نے شاعری میں بھی اپنی جگہ بنالی ہے اور کسی نہ کسی حوالے سے اشعار کی صورت میں سامنا آتا رہتا ہے۔

فرتاش نے نہایت ہی سنجیدگی کے ساتھ منجدھار کے موضوع کو شاعری کا حصہ بنایا ہے جہاں انہوں نے صنعت تضاد کے طور پر منجدھار کے لفظ کو "آب جو کی نرم سیری کے مقابل لا کھڑا کیا ہے۔ یہاں مندرجہ ذیل حوالہ وسیب عکاسی کے طور پر لایا جارہا ہے۔ کیوں ان موضوعات کی اٹھان نیلی بار کی مٹی سے ہوتی آرہی ہے۔

محبت آبِ جو کی نرم سیری
محبت شور و شر، منجدھار بھی ہے (ح۔۱۳۷)

جس وسیب میں دریا بہتا ہے وہاں کشتی اور (ملاح) ناخدا بھی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔ ناخدا صدیوں سے دریا کی سنگ دلی کا مقابلہ کرتا آرہا ہے۔ دریا کے سینہ کو چیر کر مسافروں کو ایک کنارے سے دوسرے پرلے آتا ہے۔ تمام مسائل کا سامنا کرتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ سوار لوگوں کو دوران سفر کوئی مشکل پیش نہ آئے۔

ملاح بھی نیلی بار کا ایک اہم وسیبی کردار ہے جو فرتاش کی شاعری میں جگہ بنا چکا ہے۔ اس کے پس پشت مشترکہ وسیبی لاشعوری عمل کار فرما ہے جس کی بدولت ناخدا سے جڑے موضوعات فرتاش کی شاعری میں سامنے آتے ہیں:

ے آزمانا ہے زورِ طوفاں کو
ناخدا! آج شب نہ لنگر پھینک (ح۔ ۶۲)

فرتاش کی غزل میں ناخدا کا کردار دو مختلف زاویوں سے سامنے آیا ہے۔ یہاں ناخدا کے کردار کے منفی پہلوؤں کو بھی سامنے لایا گیا ہے اور اس پر اعتماد کی صورت میں موجود ہے:

ے کتنے ناداں تھے ہم جو سمجھتے رہے
ناخدا، کشتیوں کو ڈبوتے نہیں (ح۔ ۸۰)

ے کسی جزیرۂ نادیدہ کی طلب تھی ہمیں
اب اُس پہ ہے کہ جہاں ہم کو ناخدا لے جائے (ح۔ ۹۰)

ہندوستانی داستان میں عشق دریاؤں کے کنارے پروان چڑھتا رہا ہے۔ دریا ان داستانوں میں ایک اہم کردار رہا ہے۔ ہیر رانجھا ہوں یا پھر سوہنی مہنیوال کا قصہ دونوں میں دریا کا وجود نظر آتا ہے۔ سوہنی مہنیوال کی وسیبی کہانی کو فرتاش سید نے سنجیدگی کے ساتھ ایک ہی شعر میں بیان کر دیا ہے:

ے وہ جو اِک گھڑا مرے پاس تھا، مری آس تھا
وہ جو نفرتوں کے چناب تھے، مجھے کھا گئے (ح۔ ۴۲)

ڈاکٹر فرتاش سید کی غزل ہر لحاظ سے اپنے وسیب سے جڑت قائم کیے ہوئے ہے، اُن کے ہاں چاہے استعارات و تشبیہات کی صورت ہو یا پھر دوسرے صنائع بدیع کی، ان کی غزل میں کہیں نہ کہیں وسیبی نشانات اور فطری علامات پھول، کانٹے، اشجار، جنگل، دریا، اساطیر، تالاب، ہوا، طوفان اور منجدھار کے حوالے دکھائی دیتے ہیں۔ اُن اشعار میں نیلی بار کا وسیب رقص کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ فرتاش سیّد کی غزل نیلی بار کے وسیب کی مکمل طور پر عکّاس ہے۔ اُن کے اشعار میں فنی محاسن وسیبی حسن کو دوچند کر دیتے ہیں:

ے نہ سر اٹھا پائے کوئی بھونچال مجھ میں، اے وقت
میں نرم مٹی ہوں سو مجھے تو لتاڑ ایسا (ح۔ ۵۴)

کوزہ گری کے فن سے نیلی بار کے لوگ صدیوں سے اپنے چولہے جلاتے رہے ہیں اور مٹی کے برتن بنانا ماضی قریب تک یہاں کے لوگوں کا ایک پیشہ رہا ہے۔ اس مشاہدہ سے فرتاش کی غزل میں اپنے چاک بنا کر وسیب کی ترجمانی کی ہے:

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

ے وہ جس کے پاس متاعِ سخن نہیں ہوتی
اسی کو قدرِ کفِ کوزہ گر نہیں ہوتی(ح۔۱۲۷)

ے گندھ کے مٹی جو کبھی چاک پہ آجاتی ہے
بات بے مہریِ افلاک پہ آجاتی ہے(ح۔۳۷)

فرتاش کی غزل میں چمن، گل، گلستان شجر، کلیاں ہوا، بادِ نسیم اور دوسرے نظری ورومانوی عناصر کی موجودگی نے بھی نیلی بار کے وسیب کی عکاسی کی ہے۔چند اشعار ملاحظہ ہوں:

ے محبت گرمیِ صحرا کی شدت
محبت نخلِ سایہ دار بھی ہے(ح۔۱۳۶)

توہم پرستی کے حوالے سے ہندوستانی وسیب اپنی مثال آپ ہے۔ اس خطہ میں ہندوازم نے توہم پرستی کو تقویت بخشی ہے۔ معاشرے کی اجتماعی نفسیات میں توہم سرایت کرچکا ہے۔ ہر لحاظ سے ہندوستانی ابھی تک اساطیر کے سایہ تلے نظر آتا ہے۔اساطیر کا یہاں کی شاعری پر بھی اثر ہے اور اس وسیب کے مختلف مسائل کا حل بھی پھُل اور تعویذ میں ڈھونڈتی ہوئی شاعری ماضی قریب تک سامنے آتی رہی ہے۔ شاعری نے یہاں کے مقامیوں کی اس نفسیات کو بھی وضاحت کے ساتھ پیش کیاہے۔ فرتاش کی شاعری میں بھی اساطیری حوالے موجود ہیں جو نیلی بار کے وسیب کی اجتماعی نفسیات کی عکاسی کرتے ہیں:

ے عرصہ ہجر میں سینے سے لگائے ہوئے ہیں
ہم تیری یاد کو تعویذ بنائے ہوئے ہیں(ح۔۹۱)

ے خدا خبر، دل میں کوئی آسیب ہے کہ اس میں
کوئی نہ آیا گیا، پڑا ہے اُجاڑ ایسا(ح۔۴۵)

ے نگارِ ارض! چاہت میں تری دیکھ
اُتر کر آسماں سے آئے ہیں ہم(ح۔۸۷)

یہاں کی تہذیب کا دستور رہا ہے کہ جب کوئی ناگہانی آفت خطہ کو گھیر لیتی ہے تواِس کا سبب لوگوں کے گناہوں کی صورت میں تلاش کرتے ہیں۔ اگر سیلاب اور زلزلہ جیسی آفات آجائیں تو دیوتا قربانی مانگ رہا ہوتا ہے یا پھر بیل کے سینگ بدلا ہوتا ہے اور اگر اس طرح طوفان آجائے یا پھر آسمان پر سرخی چھاجائے تو لوگ اس کی ایک

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

منطق پیش کرتے ہیں کہ یہ قتل کی بدولت ایسا ہوا ہے۔ آج زمین پر کسی نہ کسی معصوم انسان کا قتل ہوا ہے جس کی وجہ سے اس کا بے گناہ لہو آسمان پر چھا گیا ہے۔ اساطیری حوالے سے اس تہذیب کی پہچان پر ہر اچھے شاعر نے اس قسم کے موضوعات کو بھی اپنی شاعری کا حصہ بنایا ہے۔ فرتاش کے ہاں بھی یہ موضوع موجود ہے۔:

ے کہانہ تھا کہ مرا قتل چھپ نہ پائے گا
یہ دیکھ سرخ ہوا آسماں، اِدھر سے اُدھر (ح۔۴۹)

ہندوستانی وسیب بہت سی مافوق الفطرت چیزوں کا مسکن آسمان کو ٹھہراتا آرہا ہے۔ آسمان کی طرف سے کبھی ان لوگوں کو اطمینان نصیب نہیں ہوا۔ ہر بلا و مصیبت کا ذمہ دار آسمان کو ٹھہرایا جاتا ہے۔ اسلامی حوالے سے آسمان رحمت و برکت اور فرشتوں کا گھر سمجھا جاتا ہے اور مسلمانوں کی نفسیات میں شامل ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو بھی آسمان میں مکین سمجھتے ہیں اور تمام دعائیں آسمان کی طرف ہی منسوب کرتے ہیں۔ فرتاش کے یہاں ان دونوں نظریات کی ملی جلی کیفیت موجود ہے جس میں اسلامی نظریہ کو اساطیر پر فوقیت کی صورت دکھائی دے رہی ہے:

ے آسمان ورنہ سب کو کھاجاتا
کوئی تو ہے، جو آسمان میں ہے (ح۔ا۔ح۔۵۹)

ے ہیں تیرے سر پہ تو ہم، مثلِ سائبانِ کرم
ہمارے سر پہ مگر سات آسمان کھڑے ہیں (ح۔ا۔ح۔۴۰)

سہلِ ممتنع، ایسی فنی خوبی ہے جو کسی بھی شاعر کو قبولیتِ عام کی سند عطا کرتی ہے۔ غزل کے بڑے شاعروں کی طرح فرتاشؔ نے بھی اِس فنی و شعری خوبی کو بڑے سلیقے سے برتا ہے۔ سادگی اسلوب اور سہل ممتنع سے کام لے کر بہت بڑی بات کو عام اور سادہ الفاظ کا پیراہن عطا کیا ہے۔ ان کے ہاں سہل ممتنع کے بہت سے حوالے موجود ہیں جو قاری کو ایک بار تو سوچنے پر مجبور کر دیتے ہیں کہ اس طرح کے دو مصرعے تو میں بھی کہہ سکتا ہوں۔ مولانا حالیؔ مقدمہ ءشعر و شاعری میں لکھتے ہیں:

"یہ سچ ہے کہ جو عمدہ کلام ایسا صاف اور عام فہم ہو کہ اس کو اعلیٰ سے اکثر ادنیٰ تک ہر طبقہ اور ہر درجہ کے لوگ سمجھ سکیں اور اس سے یکساں لذت اور حظ اٹھائیں وہ اس بات کا زیادہ مستحق ہے کہ اس کو سہل اور سادہ کہا جائے"۔ [۳]

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

بہت بڑے موضوع کو نہایت ہی سادگی کے ساتھ عام بول چال کی زبان میں بیان کرنے کے فن سے آشناء فرتاش سید بہت سے اشعار میں حالیؔ کے مقدمہ شعر و شاعری کا عملی نمونہ پیش کرتے ہیں:

ے اپنی اپنی زبان بولتے ہیں
یہ زمین آسمان بولتے ہیں (ح۔۵۹)

ے مجھ کو وہ مار دینا چاہتا ہے
میں کبھی جس کی زندگی رہا ہوں (ح۔ا۔ح۔۸۴)

ے تھی تو خواہش تیری رسائی کی
ہم نے کس کس سے آشنائی کی (ح۔۲۸)

فرتاش سید کے ہاں روزمرہ کی گفتگو کا انداز بھی موجود ہے جو اپنے قاری کو ایک مکالماتی کیفیت سے آشنا کرتا ہے:

ے ہم وفادار ہیں اِس سے زیادہ کیا ہوں
بس تیرے یار ہیں اور اِس سے زیادہ کیا ہوں (ح۔۳۹)

ے بات ہوتی ہے دو دِلوں کے بیچ
اور دو خاندان بولتے ہیں (ح۔۶۰)

ے تیری آنکھوں میں ڈوبنا تھا ہمیں
اِس لیے تیرنا نہیں سیکھا (ح۔ا۔ح۔۴۷)

ے جہاں سے لوٹ کر آیا نہ کوئی
تری خاطر وہاں سے آئے ہیں ہم (ح۔۸۷)

ے خدا جانے کہاں جانا ہے فرتاشؔ
خدا جانے کہاں سے آئے ہیں ہم (ح۔۸۸)

ے تو نے مجھ کو تباہ کر ڈالا
اے مرے دل! تجھے خدا سمجھے (ح۔۱۰۳)

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

ڈاکٹر فرتاشؔ سیّد کی غزل گوئی کا جائزہ لیتے ہوئے ہم اِس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ اُنھوں نے خیالی باتیں کرنے کے بجائے زندہ اور سانس لیتے ہوئے ماحول اور کیفیات کو اپنے اشعار کا شعری پیکر عطا کیا ہے۔ فرتاشؔ کے یہاں ہمیں تلمیحات ایک خاص قرینے سے نظر آتی ہیں۔ اگر کوئی قاری اُن تلمیحات سے جانکاری نہ بھی رکھتا ہو تو شعر اُس تک پہنچتا ہے۔ فرتاشؔ کے یہاں چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

؎ میں اکیلا ہوں، مری جان کے دشمن افلاک
ایک دو چار ہیں اور اِس سے زیادہ کیا ہوں (ح۔۳۹)

؎ سرِ دریا میں جو پہنچا ہوں یہ مشکیزہ لیے
تم سمجھتے ہو کہ پانی کے لیے آیا ہوں (ح۔۸۴)

؎ بہشت اپنے لیے اجنبی جگہ ہے، سو ہم
جواز ڈھونڈا کیے اور زمین تک پہنچے (ح۔ا۔ح۔۷۷)

فرتاشؔ کی غزل کی ایک خاص بات اُن کی خوب صورت تلمیحات ہیں جو اُن کے جذبات واحسات کو بہت عمدگی سے بیان کرتی ہیں۔ یہاں تک کہ دیگر شعرا کیے اُن کی وضع کردہ تلمیحات کو استعمال کرنا کوئی آسان نہیں۔ اُن کی چند تلمیحات ملاحظہ کیجیے:

؎ ترے حضور کروں کیسے عرضِ حالتِ حال
کہ ہاتھ باندھے یہاں کتنے خوش بیاں کھڑے ہیں (ح۔۴۴)

؎ خواہشِ وصل! اترا کیا ہو؟ جو ہم سال بہ سال
عشرۂ سوزِ غمِ ہجر منانے لگ جائیں (ح۔۱۴۲)

؎ نگارِ چشمِ دلبراں، غرور و نازِ گل رُخاں
سکونِ دل، قرارِ جاں چراغ سا وہ آدمی (ح۔۱۴۳)

؎ میرؔ و غالبؔ ہی کے بعد آنا تھا فرتاشؔ، سو میں
حفظِ ترتیبِ زمانی کے لیے آیا ہوں (ح۔۴۴)

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

فرتاشؔ سیّد اپنے توانا لب و لہجے کہ وجہ سے کی نیلی بار کے وہ نمائندہ غزل گو شاعر ہیں جن کی غزل موضوعاتی سطح پر اُن کے کرب، محسوسات اور تجربات جب کہ فنی سطح پر اُن کی صلاحیت، مہارت اور ریاضت کا ثبوت ہے۔

حوالہ جات

☆☆☆ (ح) شعری مجموعہ "حاشیہ" (اشاعت دوم) از فرتاش سیّد، یونی ایکس پبلی کیشنز، ساہیوال / کراچی، مارچ۲۰۱۹

☆☆☆☆ (ح۔ا۔ح) شعری مجموعہ "حاشیہ اور حاشیہ کے بعد" (انتخابِ کلامِ فرتاش سیّد) مرتبہ: ساحر شفیق، دستک پبلی کیشنز، ملتان، ۲۰۱۱ء

۱۔ قاضی عابد، ڈاکٹر، مضمون:: فرتاشؔ سیّد اور اُس کی شاعری، مشمولہ: "حاشیہ" (اشاعت دوم)، یونی ایکس پبلی کیشنز، ساہیوال / کراچی، مارچ ۲۰۱۹ء، ص ۲۱

۲۔ ساحر شفیق، ادبی اشرافیہ کے حاشیوں سے باہر۔ ایک تخلیق کار، مشمولہ "حاشیہ اور حاشیہ کے بعد (انتخابِ کلامِ فرتاشؔ سیّد)" دستک پبلی کیشنز، ملتان، ۲۰۱۱ء، ص ۲۰

۳۔ مقدمہ ء شعر و شاعری مولانا الطاف حسین حالی، زاہدہ نگین پرنٹرز لاہور، علم و عرفان پبلشرز، اکتوبر ۲۰۱۵ء، ص ۴۶